پشاور

فصیلِ شہر اور دروازے

عمران رشید عمران

سرحد کنزرویشن نیٹ ورک
فرمان منزل، ورسک روڈ، پشاور

کتاب	:	پشاور: فصیلِ شہر اور دروازے
مصنف	:	عمران رشید عمران
پبلشر	:	سرحد کنزرویشن نیٹ ورک پشاور
تصاویر (نئی)	:	عمران رشید عمران
سرورق	:	ناصر محمود
تاریخ اشاعت	:	مارچ 2012ء
پرنٹر	:	پرنٹ مین پرنٹرز اینڈ پبلشرز پشاور
مقام اشاعت	:	فرمان منزل، ورسک روڈ، پشاور۔
تعداد	:	500
قیمت اندرون ملک	:	300 روپے
قیمت بیرون ملک	:	12 امریکی ڈالر

جملہ حقوق بحق سرحد کنزرویشن نیٹ ورک محفوظ ہیں

انتساب

دادی مرحومہ محترمہ زینت بی بی کے نام

جن کی بے لوث محبت اور شفقت نے جینے کا سلیقہ سکھایا۔

فہرست

نمبر شمار		صفحہ نمبر
1.	پیش لفظ	8
2.	حرفِ آغاز	11
3.	پشاور مختصر تاریخ	13

فصیل

نمبر شمار		صفحہ نمبر
1.	فصیل کیا ہے؟	17
2.	دنیا میں فصیل کا آغاز کب ہوا؟	19
3.	فصیل شہر، شہر پناہ	21
4.	پشاور کی جدید فصیل	32
5.	پشاور کی فصیل کا فن تعمیر	36
6.	فصیل شہر کی مسماری: تاریخ اور وجوہات	42
7.	پشاور کی جدید فصیل کا بانی: جنرل ایوی ٹیبل	52
8.	پشاور کی سرائیں: فصیل اور دروازوں کا لازم وملزوم حصہ	56
9.	ملتان خان، جسے فصیل شہر نہ روک سکی	59

نمبر شمار		صفحہ نمبر
10.	سٹی سرکلر روڈ	61
11.	پشاور کی فصیل اور دروازے قومی ثقافتی ورثہ اور سیاحتی اہمیت	63
12.	فصیل بند پشاور شہر کی آبادی	64

دروازے

1.	دروازہ کیا ہے؟	66
2.	پشاور کے دروازے	67
3.	پشاور کے دروازوں کا فنِ تعمیر	73
4.	کابلی دروازہ	76
5.	بجوڑی دروازہ	91
6.	ڈبگری دروازہ	96
7.	رامداس دروازہ	102
8.	سرآسیہ دروازہ	105
9.	سردچاہ دروازہ	111
10.	سرکی دروازہ	117

11. کوہاٹی دروازہ 120
12. یکہ توت دروازہ 125
13. گنج دروازہ 128
14. لاہوری دروازہ 132
15. ہشتنگری دروازہ 136
16. رام پورہ دروازہ 139
17. ریتی دروازہ 143
18. کچہری دروازہ 146
19. آسامائی دروازہ 149
20. فصیل شہر کے نیڈی دراوزے 155
21. فصیل شہر کے خفیہ دروازے 159
22. پشاور کے چار دروازوں کا مرکز: نمک منڈی چوک 160

پشاور کے دیگر تاریخی دروازے

1. پشاور چھاؤنی کے دروازے 162
2. گور گٹھڑی کے دروازے 164

نمبر شمار		صفحہ نمبر
.3	محلہ سیٹھیان کے دروازے	170
.4	کوتوالی دروازہ	174
.5	لکھا ہوا دروازہ	175
.6	پنج تیرتھ دروازہ	176
.7	دروازہ کوٹلہ محسن خان	178
.8	مختلف زمانوں اور زبانوں میں پشاور کے قدیم و تاریخی نام	181
.9	القاباتِ پشاور	182
.10	فصیل بند پشاور شہر کے قدیم و تاریخی بازار	183
.11	فصیل بند پشاور شہر کے قدیم و تاریخی محلے	184
.12	فصیل بند پشاور شہر کی قدیم و تاریخی گلیاں	185
.13	حوالہ جات	186

پیش لفظ

پشاور میرا شہر، میرا مولد، میری طفلانہ یادوں کا مسکن، میرے لڑکپن اور عہد شباب کی لاتعداد کہانیوں کا امین ہے۔ اس کے گلی کوچوں، چھوٹے چھوٹے محلوں، وسیع وعریض کٹڑوں اور خوبصورت باغات میں کھیلتے کودتے دوڑتے بھاگتے اور اٹھکیلیاں کرتے بچپن گزارا۔ اس کے بازاروں اور میلوں ٹھیلوں کی رونقوں اور اس کے باغوں وسبزہ زاروں کے حسن و جمال کی تصویریں ذہن پر نقش ہیں اور کسی گزرے ہوئے خواب اور دیکھی ہوئی فیچر فلم کی مانند اس کی یادیں ہروقت ذہن میں گھومتی رہتی ہیں۔ انہی یادوں، ان سے محبت اور اپنے شہر کے عشق نے اس پر تحقیق اور اس کی تاریخ کو محفوظ کرنے پر مجبور کیا۔ اس کا آغاز کوچہ صحافت میں پہلا قدم رکھتے ہی 1992 میں ہوا۔ اگر چہ تحقیق کا یہ سفر بہت ست روی سے جاری رہا لیکن اس ست رفتاری میں چاہت، محبت، جذبہ، لگن اور عقیدت شامل تھی۔ اسی جہد مسلسل کے نتیجے میں راقم کی دو کتابیں ''پشاور صدر تاریخ کے آئینے میں'' اور ''باغاتِ پشاور'' منظرِ عام پر آئیں جنہیں اہل علم نے اپنے موضوع پر منفرد اور اہم کتب قرار دیا۔ تاریخ کے اساتذہ نے ان کتب کو حوالہ جاتی کتب (Refernce Books) قرار دیا تو سیاحت سے متعلق سرکاری اور غیر سرکاری اداروں اور افراد نے ان کی پذیرائی نعمت غیر مترقبہ کے طور پر کی۔ یہی عزت افزائی اور تحسین اس بات کا باعث بنی کہ اسی سلسلے کی تیسری کتاب آپ کے زیر مطالعہ ہے۔

پشاور دنیا کی قدیم تہذیبوں کا چوراہا ہے۔ یہاں جنوبی ایشیاء اور وسطی ایشیاء کی سرحد ملتی ہے اور یہاں کے فن تعمیر میں ایرانی، یونانی، آریائی، وسط ایشیائی، ہندی اسلامی، مغل اور انگریزی اثرات نمایاں ہیں۔ انہی آمیزش سے تیار ہونے والی تہذیب وتمدن کے نمونوں کو ہم پشاور کی تہذیب قرار دیتے ہیں۔ اس تہذیب کا اظہار، جس میں دنیا کی اہم ترین تہذیبوں کے بہترین عناصر شامل ہیں یہاں کے رسم ورواج اور طرز زندگی کے علاوہ عمارات، دروازوں اور فصیل میں بہت کھل کر سامنے آتا ہے۔ ہر گزرتے فاتح کو پشاور کی اس تہذیب نے متاثر کیا اور چلتے چلتے وہ اپنے تمدن کے بہترین نمونے بھی یہاں چھوڑتا گیا اس کی سب سے بڑی مثال پشاور شہر کی گلیاں ہیں جو آج بھی دنیا کے ابتدائی شہر اور چار ہزار سال پرانے قدیم بغداد کا منظر پیش کرتی ہیں۔ پشاور کا تذکرہ یونانی، مورخین اور چینی سیاحوں نے اپنے سفرناموں میں بڑے نمایاں انداز میں کیا ہے۔ پشاور کی رومان بھری ثقافت اس بات کی متقاضی تھی کہ اسے محفوظ کیا جاتا

اور دنیا کے سامنے ایک قدیم اور عظیم تہذیب کے طور پر پیش کیا جاتا۔ تاہم اس اہم ذمہ داری کو ہم بہت کم نبھا سکے۔ پانچ ہزار سالہ قدیم تہذیب کے اکثر گوشے ابھی تک پوشیدہ ہیں۔ ان گوشوں کو اہل علم اور علم دوست افراد کے سامنے لانا تمام ماہرین آثار قدیمہ، مورخین، محققین پر قرض ہے۔

پشاور کی تاریخی عظمت کی طرح پشاور کی فصیل اور دروازوں کی تاریخ، ان کا فن تعمیر اور طرز تعمیر تاریخ کے صفحات میں دب کر رہ گیا تھا۔ اس کے بہت کم حصے سامنے آسکے تھے اور اس بات کی ضرورت تھی کہ شہر کی اس دفاعی یادگار کی تاریخ کو کریدا اور ٹٹولا جائے۔ اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کے باوجود اپنے حصے کا قرض ادا کرنے کی نیت سے میں نے اس کام کو ایک مشن کی حیثیت دی۔ چار سال کے عرصے کی تگ و دو میں جو کچھ میں ڈھونڈ سکا اور جو کچھ سمجھ سکا وہ اس مختصر کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ چونکہ آزادی کے بعد سے اب تک ہم بنیادی وسائل اور لاتعداد عملی مسائل کا شکار رہے ہیں اس لیے ایسی علمی کوشش اور آثار قدیمہ، تاریخ جیسے موضوعات ابھی ہماری ترجیحات کا حصہ نہیں بنے۔ بلکہ اگر کوئی شخص ذاتی کوشش اور سرمائے سے ایسے کسی موضوع پر کام کرے تو اسے سعی لاحاصل اور وقت وصلاحیت کا ضیاع قرار دینے والوں کی بھی کمی نہیں۔ اپنی تاریخ، قومی یادگاروں پر تحقیق اور اسلاف کے کارناموں کو دنیا کے سامنے لانا درحقیقت عیاشی نہیں بلکہ ہر شہری کا فرض ہے۔

ہمارے ہاں تحقیق سوئی سے کنواں کھودنے کے مترادف ہے۔ تاریخ کے لیے دستاویزات کی اہمیت مسلم ہے۔ لیکن یہاں نہ صرف دستاویزات کو محفوظ نہیں رکھا جاتا بلکہ اگر کسی کے پاس ایسا کوئی کاغذ ہو تو اسے وہ افادہ عام کے لیے مہیا کرنے کے بجائے آگ میں جلا دینے اور پانی میں بہا دینے کو قابل فخر اور بہتر خیال کرتا ہے۔ مجھے خوشی یہ ہے کہ پچھلی دو کتب کی طرح اس کتاب میں بھی کافی مواد ایسا جمع ہو گیا ہے جو اس سے قبل کہیں دستیاب نہیں تھا۔ اہل علم اور علم دوست افراد سے درخواست ہے کہ جہاں کہیں کتاب میں سہو نظر آئے یا کتاب کی بہتری کی کوئی صورت سمجھ آئے تو مصنف کو ضرور آگاہ کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔

والسلام

عمران رشید عمران
سید احمد کالونی، لیاقت بازار، پشاور صدر۔

تشکر، ہدیہ تہنیت

کتاب کی تخلیق میں ان افراد نے بیش بہا تعاون کیا جس کے لیے میں ان کا بے حد ممنون ہوں۔

شکیل احمد

پروفیسر رئیس احمد مغل، گورنمنٹ سپئیریر سائنس کالج، پشاور۔

پروفیسر سید محمد عباس، پرنسپل قائداعظم کالج آف کامرس، یونیورسٹی آف پشاور۔

پروفیسر سید لیاقت علی، چیئرمین لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس ڈیپارٹمنٹ، یونیورسٹی آف پشاور۔

پروفیسر سید وقار علی شاہ، ڈیپارٹمنٹ آف ہسٹری، یونیورسٹی آف پشاور۔

ڈاکٹر مراد علی، ایگزیکٹو ڈائریکٹر، سرحد کنزرویشن نیٹ ورک۔

ڈاکٹر عادل ظریف، جنرل سیکریٹری سرحد کنزرویشن نیٹ ورک۔

ڈاکٹر علی جان، ٹورازم کارپوریشن خیبر پختونخواہ۔

ظاہراللہ خان ڈائریکٹر آرکائیوز اینڈ لائبریز خیبر پختونخوا

قاضی اعجاز احمد ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ آثار قدیمہ صوبہ سرحد

میجر (ر) محمد نواز خان

سید عبدالجمیل شاہ (آرکیالوجسٹ)

محمد خالد (آرکیٹیکٹ)

میاں سعید الرحمان (متحدہ عرب امارات)

آفتاب احمد، دی نیوز انٹرنیشنل (پشاور بیورو)

ناصر محمود، ڈیزائن سپروائیزر ڈیپارٹمنٹ آف آرٹس اینڈ ڈیزائن، یونیورسٹی آف پشاور

پروفیسر طیبہ عزیز، ڈیپارٹمنٹ آف آرٹس اینڈ ڈیزائن، یونیورسٹی آف پشاور

سہیل رشید، عثمان رشید، کامران رشید، ملک عفان احمد

حرف آغاز

پشاور دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے جس کی تاریخ اڑھائی ہزار سال پرانی ہے۔ اسے یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ دو ہزار سال قبل یہ نہ صرف برصغیر بلکہ پورے براعظم ایشیاء کا دارالحکومت بھی رہا ہے۔ اس شہر نے بے شمار تہذیبوں اور ثقافتوں کو جنم دیا اور پھر انہیں پال پوس کر جوان کیا لیکن اس کی بہت بڑی بدقسمتی رہی ہے کہ اس کی تہذیبوں اور ثقافتوں کی حفاظت نہ ہو سکی۔ یہ عظیم ورثہ آہستہ آہستہ ختم ہو گیا جس کی سب سے بڑی مثال گندھارا تہذیب کی ہے۔ وادئ پشاور گندھارا تہذیب کا مرکز تھی مگر آج اس تہذیب کا یہاں کچھ بھی باقی نہیں۔ شائد اس کی وجہ باہر سے آنے والی حملہ آور قومیں تھیں جنھوں نے پہلے اس عظیم شہر کی تہذیب و ثقافت کو ختم کیا اور پھر اپنی تہذیب کو فروغ دیا اور یہ سلسلہ سکھوں کے دور حکومت تک چلتا رہا جسے انگریزوں نے آ کر ختم کیا۔ انگریزوں نے باہر سے آ کر ہمارے عظیم ثقافتی ورثے کی حفاظت کی مگران کے جانے کے بعد ہم پھر اس کے خاتمے کے لیے سرگرم ہو گئے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ دنیا بھر میں تہذیب و ثقافت سے مالا مال پاکستان آج ثقافتی یتیموں کی فہرست میں شامل ہے۔

سرحد کنزرویشن نیٹ ورک کے قیام کا مقصد خیبر پختونخوا خصوصاً پشاور کے باقی ماندہ عظیم ثقافتی ورثے کو بچانا اس کے تحفظ کے لیے آواز اٹھانا اور اس کے عظمت رفتہ کی بحالی شامل ہے۔ جن میں تاریخی عمارات و مقامات، باغات، فصیل شہر اور اس کے دروازے، دیگر آثار قدیمہ، پرانے درختوں کا تحفظ اور ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے اقدامات سرفہرست ہیں۔ یہ تنظیم 2001 میں وجود میں آئی اور چند سال کی مدت میں یہ اپنے اہداف کی طرف تیزی سے گامزن ہے جس کی سب سے بڑی مثال یہ کتاب ہے جس میں پشاور کی عظیم فصیل اور اس کے مٹ جانے والے دروازوں کی تاریخ رقم ہے۔ اس کتاب کے مصنف اور سرحد کنزرویشن نیٹ ورک کے فعال رکن، عمران رشید عمران پشاور صدر پر اپنی نوعیت کی سب سے پہلی کتاب ''پشاور صدر تاریخ کے آئینے میں'' پیش کر چکے ہیں جسے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ نہ صرف پشاور بلکہ پورے پاکستان کی 46 فوجی چھاؤنیوں میں یہ کسی بھی چھاؤنی پر اولین کتاب ہے۔ انہی کی 2006ء میں شائع ہونے والی دوسری کتاب ''باغاتِ پشاور'' بھی اپنے

موضوع پر پہلی کتاب ہے۔اب سرحد کنزویشن نیٹ ورک پشاور ہی کی تاریخ پر تیسری تحقیقی کتاب ''پشاور فصیل شہر اور دروازے'' شائع کررہاہے جوکہ ہمارے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں۔

چند عشرے قبل تک پشاور کی فصیل کے تقریباً 80 فیصد حصے مکمل طور پر محفوظ تھے مگر آبادی کے بے پناہ پھیلاؤ اور کمرشل ازم کے سبب تاریخی فصیل کے بڑے بڑے ٹکڑے راتوں رات غائب ہوتے گئے۔ ارباب اختیار کی چشم پوشی، اہل زر کی ہوس اور عوام کی بے توجہی سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب بہ مشکل کل فصیل کا دس فیصد حصہ باقی بچا ہے جو انتہائی مخدوش حالت میں ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب فصیل کو بچانے کے لیے کی جانے والی جدوجہد کا سب سے اہم حصہ ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب شعور کی بیداری اور فصیل کی حفاظت میں اہم کردار ادا کرے گی۔

ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں محدود وسائل اور لاتعداد مسائل کے باوجود سرحد کنزرویشن نیٹ ورک کو چلانے اور اپنے اہداف حاصل کرنے کی توفیق بخشی۔کتاب کے قارئین سے درخواست ہے کہ پاکستان کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حسین تحفہ دیا ہے اس کو جہاں تک ہو سکے، اپنی تمام کوشش کے ساتھ محفوظ کرنے میں اپنا اپنا کردار ادا کریں۔

ڈاکٹر مراد علی
ایگزیکٹو ڈائریکٹر
سرحد کنزرویشن نیٹ ورک، پشاور۔

پشاور
(مختصر تاریخ)

پشاور دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے جس کی معلوم تاریخ اڑھائی ہزار سال پرانی ہے۔ اندازاً یہ اس سے بھی بہت پہلے یعنی کوئی پانچ ہزار سال سے اس جگہ موجود ہے۔ یہ اپنے قیام سے ہی مختلف تہذیبوں، ثقافتوں، حکومتوں اور بادشاہتوں کا دارالخلافہ رہا ہے۔ ہزاروں سال قبل یہاں پر ایرانی حکومت کی عملداری تھی۔ اس وقت اس کا نام کاسپتروس تھا اور یہ ایران کے ساتویں صوبے پکتیا کا اہم شہر تھا۔ ایران کے شہنشاہ کیومرث کے بعد اس کی چوتھی پشت میں سے افروال بادشاہ بنا جس کے بعد اس کا بیٹا اوشہنگ پشید ادتخت نشین ہوا۔ ہندوستان کے اکثر علاقے اس کی مقبوضات میں شامل تھے۔ اس نے اپنے دورِ حکومت میں پشاور کا شہر آباد کیا اور اس کا نام پورشاپورہ رکھا۔ اس کے بعد سے آج تک پشاور کو کسی نہ کسی حوالے سے اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس شہر کی خاص اہمیت جو اسے دوسرے شہروں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ دنیا کے ان گنے چنے شہروں میں سے ایک ہے جو گذشتہ اڑھائی ہزار سال سے مسلسل آباد چلے آ رہے ہیں۔

326 قبل مسیح میں سکندرِ اعظم دنیا کو فتح کرتا ہوا پشاور پہنچا اور اسے اپنی وسیع و عریض سلطنت میں شامل کیا۔ 323 ق م میں سکندر کی موت کے بعد وادئ پشاور چندر گپت موریا کی راجدھانی میں شامل ہوگئی جس کا مرکز پاٹلی پتر تھا۔ 185 ق م میں یونانی باختری، 97 ق م میں ایرانی قوم سائس تھین اور 7 ق م میں ہندی پارتھیائی سلطنت میں شامل رہا جس کا دارالخلافہ ٹیکسلا تھا۔ پشاور کی اہمیت میں سب سے پہلے اس وقت ہوا جب 60 عیسوی میں کشان خاندان کے سربراہ ویما کاڈفیکس نے پارتھیائی قوم کو شکست دے کر گندھارا پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد کنشک اول 128 عیسوی میں تخت نشین ہوا۔ مہاراجہ کنشک نے اپنے باپ دادا کے دارالخلافے ٹیکسلا کو چھوڑ کر پشاور کو اپنا دارالخلافہ بنایا اور اس کا نام کنشکاپورہ رکھا۔ اس کی سلطنت کی حدود افغانستان سے لے کر کشمیر تک پھیلی ہوئی تھیں۔ کشان دور میں پشاور کو انتہائی نمایاں حیثیت حاصل ہوئی۔ یہاں پر بدھ مت کی تبلیغ و اشاعت کا بے

پناہ کام ہوا۔ بدھ مت کی درس گاہیں، خانقاہیں، پگوڈے اور دیگر مذہبی و متبرک مقامات تعمیر کیے گئے اور یوں پشاور ایک عظیم تہذیبی و ثقافتی شہر کی حیثیت اختیار کر گیا۔

کشان دور حکومت میں ہی مشہور چینی سیاح فاحین پشاور آیا اور پہلی مرتبہ پشاور کا ذکر اپنے سفرنامے میں کیا اس نے یہاں کی بدھ خانقاہوں اور درس گاہوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کشان خاندان کی حکمرانی 456 عیسوی میں سفید ہنوں کی یلغار نے ختم کر دی۔ انہوں نے پشاور پر حملہ کر کے سب کچھ ملیا میٹ کر دیا۔ نہ

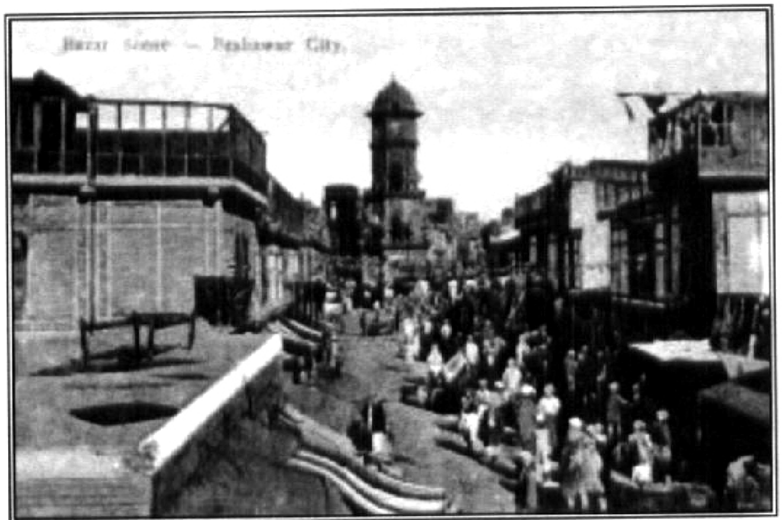

گھنٹہ گھر پشاور شہر تصویر (1910)

صرف وادی پشاور بلکہ ٹیکسلا اور پنجاب کے میدانوں تک سب کچھ ختم کر دیا۔ چینی سیاح ہیون تو سانگ نے 630 عیسوی میں پشاور کا دورہ کیا۔ اس نے پشاور کو ایسا نہ پایا جیسا کہ فاحین کے زمانے میں تھا۔ سفید ہنوں کے بعد 200 سال تک ساسانی اور کابل شاہی، ترک، ایرانی اور صفاری قوموں کی یہاں حکومت رہی۔ 870 عیسوی میں یہاں ہندو شاہیہ کی راجدھانی قائم ہوئی جس میں سمند، کمالو راجہ بھیم، راجہ جے پال اور راجہ انند پال حکمران رہے۔ اس کے بعد وادیٔ پشاور پر غزنوی خاندان کی حکومت کا آغاز اس وقت ہوا جب 976 عیسوی میں اس

خاندان کے بانی سبکتگین نے پہلی مرتبہ راجہ جے پال کو شکست دی اور یہاں اسلامی ریاست کا آغاز ہوا۔ 999ء میں سبکتگین خاندان کا چشم و چراغ محمود غزنوی تخت نشین ہوا۔ پہلے راجہ جے پال اور پھر اس کے بیٹے انند پال کو شکست دے کر مکمل اسلامی ریاست قائم کی۔ یہ عظیم الشان شکست انہوں نے 26 نومبر 1001 عیسوی کو پشاور کے نزدیک دی۔ 1030ء میں سلطان محمود غزنوی کی وفات کے بعد غزنوی حکومت کمزور ہوئی اور پشاور غوری سلطنت میں شامل ہوا۔ اس کے بعد سلجوقی اور منگولوں نے بھی پشاور پر حکومت کی۔

1526 میں تیموری خاندان کا دورِ حکومت شہنشاہ ظہیر الدین بابر کی ہندوستان میں اولین فتح سے شروع ہوا۔ 1738ء میں پشاور پر مغلوں کی گرفت کمزور پڑنے پر نادر شاہ اور اس کے نو سال بعد 1747 میں درانی خاندان نے احمد شاہ ابدالی کی قیادت میں پشاور کو اپنی حکمرانی میں شامل کیا۔ ان کے بعد کچھ برس بارکزئی خاندان نے سردارانِ پشاور کے نام سے حکومت کی جو 1823 میں سکھوں کے قبضے سے ختم ہوئی۔ سکھوں نے اہلِ پشاور پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور اہلِ پشاور پر زمین تنگ کر دی۔ 1830 میں سید احمد شہید نے مجاہدین کی قیادت کی اور پشاور پر اسلامی پرچم لہرایا لیکن ایک سال کی قلیل مدت میں غداروں کی ملی بھگت سے وہ بالاکوٹ کے مقام پر شہید ہوئے اور 1834 میں سکھ حکمران رنجیت سنگھ نے دوبارہ پشاور پر قبضہ جمایا۔ 1848-49 میں انگریزوں نے سکھوں کے ساتھ دوسری جنگ میں فتح حاصل کی اور یکم اپریل 1849 سے 13 اگست 1947 تک انگریزی عملداری یہاں قائم رہی۔ 14 اگست 1947 سے پشاور اسلامی مملکت پاکستان کا (صوبائی) دارالخلافہ ہونے کے ناطے امتِ مسلمہ کا ایک اہم شہر ہے۔

پشاور سطحِ سمندر سے 1040 فٹ کی بلندی پر 34-31 درجہ عرض بلد اور 71-26 درجہ طول بلد پر واقع 80 کلومیٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ سرسبز و شاداب وادی ہے۔ اسے وسط ایشیا اور جنوبی ایشیا کے درمیان گیٹ وے کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ تاریخی درہ خیبر اور کوہ ہندوکش کے دشوار پہاڑی سلسلے کے اختتام پر واقع ہے۔ یہ وادی شدید موسموں کی حامل ہے گرمی میں شدید گرمی اور سردی میں شدید سردی پڑتی ہے۔ پشاور کی آبادی 40 لاکھ نفوس سے زائد ہے۔ یہاں پر بولی جانے والی بڑی زبانوں میں اردو، پشتو اور ہندکو شامل ہیں۔